قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

# الفضل

لندن

مدیر۔ابوسعید

Online Edition

سوموار 16 نومبر 2020ء | 29 ربیع الاول 1442 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:271

## ارشاد باری تعالیٰ

فَتَعٰلَی اللّٰہُ الۡمَلِکُ الۡحَقُّ ۚ وَ لَا تَعۡجَلۡ بِالۡقُرۡاٰنِ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ یُّقۡضٰۤی اِلَیۡکَ وَحۡیُہٗ ۫ وَ قُلۡ رَّبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا۔

(سورۃ طٰہٰ آیت :115)

ترجمہ: پس اللہ سچا بادشاہ ہے، بہت رفیع الشان ہے، پس قرآن کے پڑھنے میں جلدی نہ کیا کر پیشتر اس کے کہ اس کی وحی تجھ پر مکمل کر دی جائے۔ اور یہ کہا کر کہ اے میرے رب مجھے علم میں بڑھا دے۔

## فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اچھا صدقہ یہ ہے کہ ایک مسلمان علم حاصل کرے پھر اپنے مسلمان بھائی کو سکھائے۔

(سنن ابن ماجہ المقدمہ باب ثواب معلم الناس الخیر)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم حاصل کرو، علم حاصل کرنے کے لئے وقار اور سکینت کو اپناؤ۔ اور جس سے علم سیکھو اس کی تعظیم تکریم اور ادب سے پیش آؤ۔

(الترغیب والترهیب جلد نمبر۱ صفحہ ۸۰ باب الترغیب فی اکرام العلماء واجلالهم وتوقیرهم بحوالہ الطبرانی فی الاوسط)

## حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

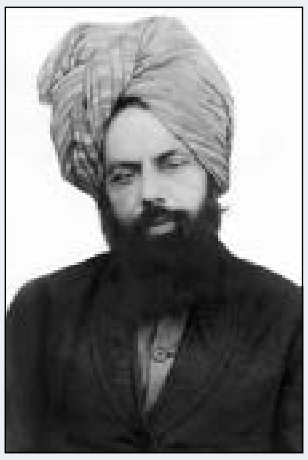

### یاد رکھو قبریں آوازیں دے رہی ہیں

’’دین تو چاہتا ہے مصاحبت ہو۔ پھر مصاحبت سے گریز ہو تو دینداری کے حصول کی امید کیوں رکھتا ہے؟ ہم نے بارہا اپنے دوستوں کو نصیحت کی ہے اور پھر کہتے ہیں کہ وہ بار بار یہاں آ کر رہیں اور فائدہ اٹھائیں مگر بہت کم توجہ کی جاتی ہے۔ لوگ ہاتھ میں ہاتھ دے کر دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں، مگر اس کی پروا کچھ نہیں کرتے۔ یاد رکھو قبریں آوازیں دے رہی ہیں اور موت ہر وقت قریب ہوتی جاتی ہے۔ ہر ایک سانس تمہیں موت کے قریب کرتا جاتا ہے اور تم اسے فرصت کی گھڑیاں سمجھتے جاتے ہو۔ اللہ تعالیٰ سے مکر کرنا مومن کا کام نہیں ہے۔ جب موت کا وقت آ گیا پھر ساعت آگے پیچھے نہ ہو گی۔ وہ لوگ جو اس سلسلے کی قدر نہیں کرتے اور انہیں کوئی عظمت اس کی معلوم نہیں ان کو جانے دو۔ مگر ان سب سے بڑھ کر بدقسمت اور اپنی جان پر ظلم کرنے والا تو وہ ہے جس نے اس سلسلے کو شناخت کیا اور اس میں شامل ہونے کی فکر کی لیکن اس نے کچھ قدر نہ کی۔ وہ لوگ جو یہاں آ کر میرے پاس کثرت سے نہیں رہتے اور ان باتوں سے جو خدا تعالیٰ ہر روز اپنے سلسلے کی تائید میں ظاہر کرتا ہے نہیں سنتے اور دیکھتے، وہ اپنی جگہ پر کیسے ہی متقی اور پرہیز گار ہوں مگر مَیں یہی کہوں گا کہ جیسا چاہئے انہوں نے قدر نہیں کی۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ تکمیلِ علمی کے بعد تکمیلِ عملی کی ضرورت ہے۔ پس تکمیلِ عملی بدُوں تکمیلِ علمی کے مُحال ہے اور جب تک یہاں آ کر نہیں رہتے تکمیلِ علمی مشکل ہے۔ بارہا خطوط آتے ہیں کہ فلاں شخص نے اعتراض کیا اور ہم جواب نہ دے سکے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ یہی کہ وہ لوگ یہاں نہیں آتے اور ان باتوں کو نہیں سنتے جو خدا تعالیٰ اپنے سلسلے کی تائید میں علمی طور پر ظاہر کر رہا ہے‘‘۔

(بحوالہ ملفوظات جلد اول صفحہ 124-125۔ ایڈیشن 1988)

## فرمان خلیفہ وقت

ایک حدیث میں آتا ہے کہ اُطۡلُبُوا الۡعِلۡمَ مِنَ الۡمَھۡدِ اِلَی اللَّحۡدِ یعنی چھوٹی عمر سے لے کے، بچپنے سے لے کے آخری عمر تک جب تک قبر میں پہنچ جائے انسان علم حاصل کرتا رہے۔ تو یہ اہمیت ہے اسلام میں علم کی۔ پھر اس کی اہمیت کا اس سے بھی اندازہ لگالیں کہ اللہ تعالیٰ کے کسی بھی حکم یا دعا پر سب سے زیادہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا۔ اور آپؐ عمل کرتے تھے، اللہ تعالیٰ تو خود آپؐ کو علم سکھانے والا تھا اور قرآن کریم جیسی عظیم الشان کتاب بھی آپ پر نازل فرمائی جس میں کائنات کے سربستہ اور چھپے ہوئے رازوں پر روشنی ڈالی جس کو اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی شاید سمجھ بھی نہ سکتا ہو۔ پھر گزشتہ تاریخ کا علم دیا، آئندہ کی پیش خبریوں سے اطلاع دی لیکن پھر بھی یہ دعا سکھائی کہ یہ دعا کرتے رہیں کہ {رَبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا}۔ بہرحال ہر انسان کی استعداد کے مطابق علم سیکھنے کا دائرہ ہے اور اس دعا کی قبولیت کا دائرہ ہے۔ وہ راز جو آج سے پندرہ سو سال پہلے قرآن کریم نے بتائے آج تحقیق کے بعد دنیا کے علم میں آ رہے ہیں۔ یہ باتیں جو آج انسان کے علم میں آ رہی ہیں اس محنت اور شوق اور تحقیق اور لگن کی وجہ سے آ رہی ہیں جو انسان نے کی۔

آج یہ ذمہ داری ہم احمدیوں پر سب سے زیادہ ہے کہ علم کے حصول کی خاطر زیادہ سے زیادہ محنت کریں، زیادہ سے زیادہ کوشش کریں۔ کیونکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی قرآن کریم کے علوم و معارف دیئے گئے ہیں۔ اور آپؑ کے ماننے والوں کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ میں انہیں علم و معرفت اور دلائل عطا کروں گا۔ تو اس کے لئے کوشش اور علم حاصل کرنے کا شوق اور دعا کہ اے میرے اللہ! اے میرے رب! میرے علم کو بڑھا، بہت ضروری ہے۔

(خطبہ جمعہ 18/ جون 2004ء بحوالہ alislam.org)

### اس شمارہ میں

- دربارِ خلافت
- شانِ احمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

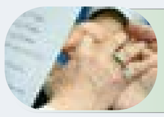

دربارِ خلافت

## ایک مومن کے لئے آنحضرت ﷺ پر جو تعلیم اتری ہے اسے ماننا ضروری ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

پھر ایک سچے مومن کی ایک نشانی یہ ہے کہ وَمِمَّا رَزَقۡنٰھُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ (البقرۃ:4) اور جو کچھ اللہ نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔یعنی اللہ کی راہ میں بھی خرچ کرتے ہیں اور اپنے بھائیوں کے حقوق کی ادائیگی کے لئے بھی خرچ کرتے ہیں اور یہ خرچ دولت کا بھی ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو صلاحیتیں دی ہیں، جو کسی کو بھی دوسرے سے زیادہ عطا کی ہیں اس کو دوسروں کی بہتری کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ اور یہی بے نفس خدمت ہے جو پھر ایک مومن کو دوسرے مومن کے ساتھ ایسے رشتے میں پیوست کر دیتی ہے جو پکا اور نہ ٹوٹنے والا رشتہ ہوتا ہے۔مومنین کی جماعت میں ایک ایکا اور وحدانیت پیدا ہو جاتی ہے، ایک مضبوطی پیدا ہو جاتی ہے اور ہر سطح پر اگر اس سوچ کے ساتھ ایک دوسرے کا خیال رکھتے ہوئے، اپنی دولت اور اپنی دوسری صلاحیتوں کو خرچ کیا جائے تو ایسا معاشرہ جنم لیتا ہے جس میں محبت، پیار، امن اور سلامتی نظر آتی ہے۔ گھروں کی سطح پر خاوند بیوی کا خیال رکھ رہا ہو گا۔ بیوی خاوند کا خیال رکھ رہی ہو گی۔ ماں باپ بچوں کی بہتری کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتوں اور ذرائع کا استعمال کر رہے ہوں گے۔ بچے ماں باپ کی خدمت پر ہر وقت کمر بستہ ہوں گے، ان کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کر رہے ہوں۔ ان کی خدمت کی طرف توجہ دے رہے ہوں گے۔ ہمسایہ، ہمسائے کے حقوق ادا کر رہا ہو گا، غریب امیر کے لئے اپنی صلاحیتیں استعمال کرے گا اور امیر غریب کی بہتری کے لئے خرچ کر رہا ہو گا اور یہ سب اس لئے ہے کہ ہم مومن ہیں اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ یہ کرو اور اس طرح پر سب مل کر پھر جماعتی ترقی کے لئے اپنے مال اور صلاحیتوں کو خرچ کر رہے ہوں گے اور پھر وہ معاشرہ نظر آئے گا جو مومنین کا معاشرہ ہے۔

اللہ کے فضل سے جماعت میں مال خرچ کرنے کی طرف بہت توجہ رہتی ہے، جماعتی ضروریات کے لئے بھی احمدی بڑے کھلے دل سے قربانیاں کرتے ہیں، ہر وقت تیار رہتے ہیں اور ہر روز اس کی مثالیں دیکھنے میں آتی ہیں۔ جون کا مہینہ جو گزرا ہے، یہ مہینہ جماعت کے چندوں کا، جماعتی سال کا آخری مہینہ ہوتا ہے۔ ہر سال مختلف ممالک کی جماعتوں کو فکر ہوتی ہے کہ بجٹ پورا ہو جائے اور نہ صرف بجٹ پورا ہو جائے بلکہ گزشتہ سال کی نسبت قدم ترقی کی طرف بڑھے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مومنین کی جماعت پر اس کا اظہار فرماتا ہے کہ ان کے قدم آگے بڑھ رہے ہوتے ہیں۔ اس سال بھی اکثر ممالک کی جماعتوں نے اپنے بجٹ اور گزشتہ سال کی قربانیوں سے بہت بڑھ کر قربانیاں کی ہیں۔ کئی چھوٹے چھوٹے ملک بھی ہیں کہ اپنے بجٹ سے کئی کئی گنا زائد وصولی کی ہے۔ پاکستان میں بھی باوجود حالات خراب ہونے کے قربانیوں میں ترقی کی ہے، مثلاً کراچی کے حالات بہت خراب تھے، مئی کے شروع میں جب وہاں فساد ہوئے تو امیر صاحب کراچی کا بڑی پریشانی کا فون آیا۔ پھر فیکس آئی کہ حالات ایسے ہیں اور سال کا آخر ہے چندوں میں کمی ہو رہی ہے۔ خیر اللہ نے فضل فرمایا اور ہو گیا، لیکن عموماً جماعت کا مزاج یہ ہے کہ سال کے آخری مہینے کے آخری دنوں میں اپنے چندوں کی ادائیگی پوری طرح کرتے ہیں۔ تو جون کے آخر میں پھر کراچی کے حالات موسم کے لحاظ سے بڑے خراب ہو گئے، اور کہتے ہیں کہ 30 ؍جون کو تو یہ حال تھا کہ شدید بارشیں، سڑکوں کے اوپر پانی، گھر سے کوئی باہر نہیں نکل سکتا تھا اور بڑی فکر تھی، بجٹ میں کافی کمی تھی لیکن شام تک کہتے ہیں، پتہ نہیں کیا معجزہ ہوا ہے کہ نہ صرف بجٹ پورا ہو گیا بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت بڑھ کر وصولی ہو گئی اور اس طرح کئی جگہوں پر ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں جب کوئی گھر سے باہر نہیں نکل سکتا تھا تو اللہ تعالیٰ کی یہ خاص تائید اور مدد تھی جس نے یہ ساری کمیاں پوری کر دیں۔ یہ نظارے اللہ تعالیٰ اس لئے دکھاتا ہے کہ مسیح موعود کی یہ جماعت مومنین کی ایک سچی جماعت ہے اور ان باتوں کو دیکھ کر تم اپنے ایمانوں میں مزید مضبوطی پیدا کرو اور میرے احکامات پر عمل کرو تا کہ میرے فضلوں کو انفرادی طور پر بھی اور جماعتی طور پر بھی حاصل کرنے والے بنو اور بنتے چلے جاؤ۔

پھر جیسا کہ مَیں پہلے ذکر کر چکا ہوں۔ ایک مومن کے لئے آنحضرت ﷺ پر جو تعلیم اتری ہے اسے ماننا ضروری ہے۔ آپؐ کو خاتم الانبیاء ماننا ضروری ہے۔ اس یقین پر قائم ہوں اور یہ ایمان ہو کہ قرآن کریم آخری شرعی کتاب ہے اور اس کے تمام احکامات ہمارے لئے ہیں اور ہمیں اس پر ایمان لانا اور ماننا اور عمل کرنا ضروری ہے۔

پھر جس طرح قرآن کریم میں بتایا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ سے پہلے جو انبیاء آئے تھے وہ بھی برحق تھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے تھے، بعض کا ذکر قرآن کریم میں ہے اور بہت سوں کا نہیں ہے، ان سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور یہ بھی ایک مومن کی خصوصیت ہے اور یہ صرف اسلام کی خصوصیت ہے کہ اس نے پہلے انبیاء کی صداقت پر بھی مہر لگا دی اور آنحضرت ﷺ کو یہ مہر لگانے والا بنایا۔

(خطبہ جمعہ 13؍ جولائی 2007ء بحوالہ alislam.org)

## شانِ احمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم

زندگی بخش جامِ احمد ہے
کیا ہی پیارا یہ نامِ احمد ہے

لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا
سب سے بڑھ کر مقامِ احمد ہے

باغِ احمد سے ہم نے پھل کھایا
میرا بستاں کلامِ احمد ہے

ابنِ مریمؑ کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلامِ احمد ہے

(دافع البلاء صفحہ 20 مطبوعہ 1902ء)

## آج کی دعا

رَبِّ قَدۡ اٰتَیۡتَنِیۡ مِنَ الۡمُلۡکِ وَعَلَّمۡتَنِیۡ مِنۡ تَاۡوِیۡلِ الۡاَحَادِیۡثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۟ اَنۡتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ ۚ تَوَفَّنِیۡ مُسۡلِمًا وَّاَلۡحِقۡنِیۡ بِالصّٰلِحِیۡنَ

(سورۃ یوسف آیت نمبر 102)

ترجمہ:اے میرے ربّ! تو نے مجھے امورِ سلطنت میں سے حصہ دیا اور باتوں کی اصلیّت سمجھنے (تعبیر الرؤیاء) کا علم بخشا۔ اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! تُو دنیا اور آخرت میں میرا دوست ہے۔ مجھے فرمانبردار ہونے کی حالت میں وفات دے اور مجھے صالحین کے زُمرہ میں شامل کر۔

یہ حضرت یوسفؑ کی حکومت وعلم ملنے پر خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کی پیاری دعا ہے۔ جب اپنے والدین سے بڑی لمبی جدائی اور تکالیف سہنے کے بعد خدا تعالیٰ نے آپؑ کو عزت و رتبہ بخشا اور ایک تدبیر کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے قید سے رہائی کے بعد اپنے والدین سے ملوایا تب آپ نے خدا تعالیٰ کے حضور شکرانہ کے طور پر یہ دعا کی۔

حضرت مسیحِ موعودؑ یعقوبؑ کے متعلق فرماتے ہیں:

’’چالیس برس تک دعاؤں میں لگے رہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرتوں پر ایمان رکھا آخر چالیس برس کے بعد وہ دعائیں کھینچ کر یوسف علیہ السلام کو لے ہی آئیں‘‘۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 152)

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

# خلاصہ خطبہ جمعہ

## سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 13/ نومبر 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

**حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے قرض کی ادائیگی کے لیے رسول اللہ ﷺ نے خود ان کی کھجوریں قرض خواہوں میں تقسیم فرمائیں**

**شجاع اور ماہر گھڑ سوار حضرت ابو دجانہؓ غزوۂ بدر سمیت دیگر تمام غزوات میں شریک ہوئے اور ان کا شمار انصار کے کبار صحابہ میں ہوتا تھا**

چار مرحومین مکرم محبوب خان صاحب (شہید) پشاور پاکستان، مکرم فخر احمد فرخ صاحب مربی سلسلہ پاکستان، عزیزم احتشام احمد عبداللہ ابن مکرم فخر احمد فرخ صاحب مربی سلسلہ اور مکرم ڈاکٹر عبدالکریم صاحب ریٹائرڈ اکنامک ایڈوائزر سٹیٹ بینک آف پاکستان کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

## آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت بدری صحابہ حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت سماک بن خرشہ (ابو دجانہ) رضی اللہ عنہما کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 13/ نومبر 2020ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یو کے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت مکرم رانا عطاء الرحیم صاحب کے حصے میں آئی۔ تشہد، تعوذ، اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج بدری صحابہ کا ذکر ہوگا۔ سب سے پہلے تو مَیں ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ دو خطبات پیشتر حضرت معاذ بن جبلؓ کے ذکر میں ایک روایت پیش ہوئی تھی۔ جس میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ عنقریب تم شام کی طرف ہجرت کرو گے اور وہ تمہارے ہاتھوں فتح ہوگا لیکن وہاں پھوڑے اور پھنسیوں کی ایک بیماری تم پر مسلّط ہوجائے گی جو آدمی کو سیڑھی کے پائے سے پکڑ لے گی۔ یہ ترجمہ صحیح اور واضح نہیں اصل ترجمہ یہ ہے کہ وہ انسان کی ناف کے نچلے حصّے میں ظاہر ہوگی۔

حضورِ انور نے مکمّل روایت بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ اب جو حضرت عبداللہ بن عمروؓ کا ذکر چل رہا تھا، وہ دوبارہ شروع ہوتا ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد کو نبی کریم ﷺ کے پاس اس حال میں لایا گیا کہ آپؓ کا مثلہ کیا گیا تھا۔ عبداللہ بن عمروؓ کی بیٹی فاطمہ اس موقعے پر رونے لگیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مت رو! کیونکہ فرشتے مسلسل اس پر اپنے پروں سے سایہ کیے ہوئے ہیں۔ حضورِ انور نے شہدائے احد کی تکفین و تدفین اور نمازِ جنازہ کے متعلق متعدد روایات بیان فرمائیں۔ صحیح بخاری میں حضرت جابر سے مروی روایت کے مطابق غزوۂ احد کے شہداء میں سے دو دو آدمیوں کو ایک کپڑے میں اکٹھا رکھا جاتا اور رسول اللہ ﷺ دونوں میں سے جو زیادہ قرآن جانتا اسے پہلے لحد میں اتارتے تھے۔ ان شہداء کو نہ نہلایا گیا اور نہ نمازِ جنازہ پڑھی گئی۔ ایک دوسری روایت کے مطابق آپؐ نے شہدائے احد کا جنازہ آٹھ سال بعد پڑھا تھا۔ سنن ابنِ ماجہ میں درج روایت کے مطابق غزوۂ احد کے شہداء کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا جاتا اور آپؐ دس دس شہداء کا جنازہ پڑھتے اور حضرت حمزہؓ کی میت آپؐ کے پاس ہی موجود رہتی جبکہ باقی شہداء کو لے جایا جاتا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے مختلف تاریخوں سے یہ استنباط کیا ہے کہ گو اُس وقت نمازِ جنازہ ادا نہیں کی گئی لیکن بعد میں زمانۂ وفات کے قریب آنحضرت ﷺ نے خاص طور پر شہدائے احد پر جنازہ کی نماز ادا کی۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے اپنے والد کے لیے غزوۂ احد کے چھ ماہ بعد قبر بنائی اور انہیں اس میں دفن کیا تو مَیں نے ان کے جسم میں کوئی تغیّر نہیں دیکھا۔ غزوۂ احد کے چھیالیس برس بعد حضرت امیر معاویہ نے نہر جاری کی تو اس کا پانی شہدائے احد میں سے حضرت عبداللہ بن عمروؓ اور حضرت عمرو بن جموحؓ کی قبروں میں داخل ہوگیا۔ ان پر دو چادریں پڑی ہوئی تھیں، جب زخم سے ہاتھ ہٹایا گیا تو خون جاری ہوگیا۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ یہ ناممکن ہے، اس قسم کی بعض روایتیں بھی بیچ میں آجاتی ہیں جو محلِّ نظر ہوتی ہیں۔ فرمایا کہ یہ قانونِ قدرت ہے؛ چھیالیس سال بعد تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اثر نہ ہوا ہو اور ہڈیاں نہ رہ گئی ہوں۔

آنحضرت ﷺ نے حضرت جابرؓ کو والد کی شہادت اور قرض داروں کے اصرار کے باعث اداس دیکھتے ہوئے فرمایا کہ اللہ نے کسی سے کلام نہیں کیا مگر پردے کے پیچھے سے مگر تمہارے والد سے آمنے سامنے ہوکر کلام کیا اور فرمایا کہ اے میرے بندے! مجھ سے مانگ کہ مَیں تجھے دوں۔ انہوں نے عرض کی کہ اے میرے ربّ! مجھے دوبارہ زندہ کردے تا کہ مَیں تیری راہ میں دوبارہ قتل کیا جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مَیں یہ فیصلہ کرچکا ہوں کہ جو ایک بار مرجائے وہ دنیا میں دوبارہ نہیں لوٹائے جائیں گے۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے عرض کی کہ میرے پیچھے رہنے والوں تک یہ بات پہنچادے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اس واقعے پر تبصرہ کرتے ہوئے خلافت سے قبل اپنی ایک تقریر میں فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عمروؓ کی قلبی کیفیت کی خبر دے کر دراصل اللہ تعالیٰ آپؐ کو یہ پیغام دے رہا تھا کہ تیرا ایسا عشق ہم نے اپنے عارف بندوں کے دل میں بھر دیا ہے کہ عالَمِ گزران سے گزر جانے کے بعد بھی تیرا خیال انہیں ستاتا ہے۔ وہ تجھے میدانِ جنگ میں تنہا چھوڑ کے چلے جانے پر کس طرح کبیدہ خاطر ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے قرض کی ادائیگی کے لیے رسول اللہ ﷺ نے خود ان کی کھجوریں قرض خواہوں میں تقسیم فرمائیں۔ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ سب قرض ادا ہونے کے بعد بھی کھجوریں بچ گئیں۔

اگلے صحابی حضرت سماک بن خرشہؓ ہیں جو اپنی کنیت ابو دجانہ سے زیادہ مشہور تھے۔ آپؓ کا تعلق قبیلہ خزرج کی شاخ بنو ساعدہ سے تھا۔ حضرت عتبہ بن غزوانؓ کی مؤاخات حضرت ابودجانہؓ کے ساتھ قائم فرمائی گئی تھی۔ شجاع اور ماہر گھڑ سوار حضرت ابودجانہؓ غزوۂ بدر سمیت دیگر تمام غزوات میں شریک ہوئے اور ان کا شمار انصار کے کبار صحابہ میں ہوتا تھا۔ دورانِ جنگ آپؓ اپنے سر پر سرخ رومال باندھ کر اپنی پہچان ظاہر فرماتے۔ آپؓ غزوۂ احد میں ثابت قدم رہنے والے اصحاب میں سے تھے۔ احد کے روز رسول اللہ ﷺ نے ایک تلوار پکڑی اور فرمایا کہ اسے مجھ سے کون لے گا؟ اس پر ہر ایک نے کہا کہ مَیں لوں گا۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ کون اس کو اس کے حق کے ساتھ لے گا؟ اس پر لوگ رُک گئے لیکن حضرت ابودجانہؓ نے کہا کہ مَیں اس کو اس کے حق کے ساتھ لیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس تلوار سے کسی مسلمان کو قتل نہ کرنا اور اس کے ہوتے ہوئے کسی کافر کے مقابل پر نہ بھاگنا۔ ابودجانہؓ کو لشکروں کے درمیان تفاخرانہ چال چلتے ہوئے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کو ایسی چال سوائے اس مقام یعنی جنگ کے موقعے کے ناپسند ہے۔

حضرت زبیرؓ احد کے روز کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ابودجانہ کے سامنے جو بھی آیا وہ اس کو ہلاک کرتے اور کاٹتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ وہ لشکر سے گزر کر ان عورتوں کے سروں پر جا پہنچے جو پہاڑ کے دامن میں دف بجارہی تھیں۔ آپؓ نے ایک عورت پر تلوار چلانے کے لیے ہاتھ بڑھایا اور پھر رسول اللہ ﷺ کی تلوار کی تکریم کی خاطر اسے عورت پر چلانے سے روک لیا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ عورتوں کے ادب اور احترام کی ہمیشہ تعلیم دیتے جس کی وجہ سے کفار کی عورتیں زیادہ دلیری سے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتی تھیں مگر پھر بھی مسلمان ان باتوں کو برداشت کرتے چلے جاتے تھے۔

مشہور مستشرق سر ولیم میور حضرت ابودجانہؓ کی دلیری کا نقشہ کھینچتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ابودجانہ اپنی خود کے ساتھ سرخ رومال باندھے اُس تلوار کے ساتھ جو اسے محمد ﷺ نے دی تھی چاروں طرف موت بکھیرتا جاتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد مسیلمہ کذاب نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرکے مدینے پر لشکرکشی کا ارادہ کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے اس کی سرکوبی کے لیے 12 ہجری میں لشکر روانہ کیا۔ حضرت ابودجانہؓ بھی اس لشکر کا حصّہ تھے۔ مسیلمہ کذاب اپنے ساتھیوں کے ہم راہ یمامہ کے ایک باغ میں محصور ہوا تو آپؓ کے کہنے پر مسلمانوں نے ابودجانہؓ کو باغ کے اندر پھینک دیا۔ اس طرح آپؓ کی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی لیکن آپؓ نے بڑی بے جگری سے لڑائی کی اور مشرکین کو وہاں سے ہٹادیا چنانچہ مسلمان اندر داخل ہوگئے۔ حضرت ابودجانہؓ مسیلمہ کذاب کے قتل میں عبداللہ بن زید اور وحشی بن حرب کے ساتھ شامل تھے۔ آپؓ نے جنگِ یمامہ کے روز ہی شہادت پائی۔

خطبے کے دوسرے حصّے میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے چار مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

پہلا ذکرِ خیر مکرم محبوب خان صاحب ابن سید جلال صاحب ضلع پشاور کا تھا۔ آپ کو 8/ نومبر کی صبح 8 بجے مخالفینِ احمدیت نے فائرنگ کرکے شہید کردیا تھا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم کی عمر تقریباً اسّی سال تھی۔ آپ بے شمار خوبیوں کے مالک، عبادت کا ذوق اور دعوت الیٰ اللہ کا شوق رکھنے والی شخصیت کے مالک تھے۔ مہمان نوازی اور سخاوت آپ کے نمایاں اوصاف تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے، دو بیٹیاں، پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں یادگار چھوڑے ہیں۔

دوسرا جنازہ مکرم فخر احمد فرخ صاحب ابن سیف الرحمٰن صاحب مربی سلسلہ پاکستان کا تھا۔ مرحوم یکم نومبر کو ایک حادثے میں وفات پاگئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ نے 1996ء میں جامعہ احمدیہ ربوہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد پاکستان اور آئیوری کوسٹ میں خدمت کی توفیق پائی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹیاں شامل ہیں۔

تیسرا جنازہ مکرم فخر احمد فرخ صاحب کے بیٹے عزیزم احتشام احمد عبداللہ کا تھا۔ یہ اپنے والد کے ہم راہ اسی حادثے میں وفات پاگئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم وقفِ نو کی تحریک میں شامل اور فرسٹ ایئر کے طالبِ علم تھے۔

چوتھا جنازہ مکرم ڈاکٹر عبدالکریم صاحب ابن میاں عبداللطیف صاحب ریٹائرڈ اکنامک ایڈوائزر سٹیٹ بینک آف پاکستان کا تھا۔ ان کی 14/ ستمبر کو 92 برس کی عمر میں وفات ہوگئی تھی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم قادیان کے تعلیم الاسلام کالج کے اولین طلباء میں شامل تھے۔ مرحوم آئی ایم ایف جیسے عالمی مالیاتی اداروں کے ساتھ وابستہ رہنے کے علاوہ جماعتی سطح پر قائم کمیٹیوں کے بھی فعال رکن رہے۔

حضورِ انور نے تمام مرحومین کی بلندی درجات کے لیے دعا کی۔

☆…☆…☆

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

## خطبہ جمعہ

**سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 23؍ اکتوبر 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے**

**اے معاذ! مَیں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد یہ ذکر کرنا اور یہ ہر گز نہ چھوڑنا کہ تم کہو کہ اَللّٰھُمَّ أَعِنِّيْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ (الحدیث)**

**قاریٔ قرآن، محبوبِ رسولؐ، فقہی معاملات میں صائب الرائے، آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت مُعاذ بن جَبَل رضی اللہ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ**

**تین مرحومین مکرم مولوی فرزان خان صاحب مبلغ انچارج ضلع خوردہ ونیا گڑھ اڑیشہ انڈیا، مکرم عبداللہ ٹلیسکو صاحب لوکل مشنری ملائشیا اور مکرم عبدالواحد صاحب معلّم سلسلہ قادیان کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب**

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

آج جن صحابی کا مَیں ذکر کروں گا ان کا نام ہے حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ۔ آپؓ کا نام مُعاذ تھا۔ آپؓ کے والد کا نام جَبَل بن عَمْرو اور والدہ کا نام ہند بنت سَہَل تھا جو جُہینہ قبیلے کی شاخ بنو رَبُعَة سے تھیں۔ حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ کی کنیت عبدالرحمٰن تھی۔ آپ کا تعلق خزرج قبیلے کی شاخ اُدَیّ بن سَعد بن علی سے تھا۔ سیر الصحابہ کے مصنف لکھتے ہیں کہ سعد بن علی کے دو بیٹے تھے سَلِمَہ اور اُدَیّ۔ سَلِمَہ کی نسل سے بنو سَلِمَہ ہیں۔ اسلام کے زمانے میں اُدی بن سعد کے خاندان میں سے صرف دو شخص باقی تھے۔ ایک حضرت مُعاذؓ اور دوسرے ان کے صاحبزادے عبدالرحمٰن۔ بنو اُدَیّ کے مکانات بنو سَلِمَہ کے پڑوس میں واقع تھے۔ حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ انتہائی سفید، خوبصورت چہرے والے، چمکدار دانتوں والے، سُرمگیں آنکھوں والے تھے۔ آپؓ اپنی قوم کے نوجوانوں میں سے زیادہ خوبصورت نوجوان اور زیادہ سخی تھے۔ اَبُونُعیم بیان کرتے ہیں کہ حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ انصار کے نوجوانوں میں سے بردباری، حیا اور سخاوت میں بہتر تھے۔ حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ بیعتِ عقبہ ثانیہ میں ستّر انصار کے ہمراہ شریک ہوئے اور قبولِ اسلام کے وقت آپؓ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ غزوۂ بدر، غزوۂ اُحد، غزوۂ خندق اور بعد کے تمام غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔ آپؓ غزوۂ بدر میں اس وقت شامل ہوئے جب آپؓ کی عمر بیس یا اکیس سال تھی۔ ان کے اَخْیَافی بھائی یعنی ایسے بھائی جن کی ماں ایک ہو اور باپ الگ الگ ہوں، حضرت عبداللہ بن جَدّ بھی غزوۂ بدر میں شریک تھے۔ اُسُد الغَابَہ کے مطابق آپؓ کے اخیافی بھائی کا نام سَہْل بن محمد بن جَدّ ہے اور سہل بنوسلمہ سے تھے۔ اسی وجہ سے بنوسلمہ ان کو بھی اپنے قبیلے میں سے شمار کرتے تھے۔ جب مہاجرینِ مکہ ہجرت کر کے مدینہ آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی مؤاخات حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ سے کروائی۔

تاریخ کی مختلف کتابوں میں بس یہی حوالہ درج ہے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ نے بنوسلمہ کے نوجوانوں کے ساتھ مل کر بنوسلمہ کے بت توڑے تھے۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد ۵ صفحہ ۱۸۷ معاذ بن جَبَل دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۲۰۰۳ء)
(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء ۳ صفحہ ۴۳۷-۴۳۸ مُعَاذ بن جَبَل ومن سائر بنی سَلَمَۃ۔ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۱۹۹۰ء)
(الاصابہ فی تمییز الصحابہ جلد ۶ صفحہ ۱۰۷-۱۰۸ معاذ بن جَبَل، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۵ء)
(سیر الصحابہ جلد سوم صفحہ 497 معاذ بن جَبَل، دار الاشاعت کراچی 2004ء)

پہلے ایک صحابی کے ذکر میں یہ واقعہ بیان ہو چکا ہے کہ وہ کس طرح اپنے خاندان کے، گھر والوں کے بت توڑتے تھے اور یہاں بھی بیان کر دیتا ہوں۔ حضرت عمرو بن جَموحؓ نے اپنے گھر میں ہی لکڑی کا ایک بت بنا کر اسے ’منات‘ کا نام دے رکھا تھا اور اس کی بڑی تعظیم کرتے تھے۔ بیعتِ عقبہ ثانیہ کے موقعے پر بنو سَلِمَہ کے بعض نوجوانوں نے بیعت کی۔ ان میں حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ بھی تھے۔ خود عمرو کے بیٹے مُعاذ نے بھی بیعت کر لی تھی اور یہ واقعہ جو مَیں کہہ رہا ہوں یہ پہلے مُعاذ بن عمرو کے ضمن میں بیان ہو چکا ہے۔ تو کہتے ہیں انہوں نے اپنے والد عمرو کو اسلام کی طرف بلانے کے لیے تدبیر کی کہ حضرت عمرو کا وہ بت جسے انہوں نے اپنے گھر میں سجا رکھا تھا، رات کو اسے اٹھا کے کوڑے کا جو گڑھا تھا، ڈھیر تھا وہاں پھینک آتے تھے اور جن لڑکوں کی مدد لیا کرتے تھے ان میں حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ بھی شامل تھے۔ بہرحال ایک دن اس کوڑے میں انہوں نے اٹھا کے پھینک دیا۔ عَمرو اسے تلاش کر کے اپنے گھر لے آئے اور کہا کہ اگر مجھے اس شخص کا پتہ چل جائے جو میرے بت کے ساتھ یہ سلوک کرتا ہے تو مَیں اسے عبرتناک سزا دوں گا۔ اگلے دن پھر ان نوجوانوں نے اس بت کے ساتھ وہی سلوک کیا۔ وہ پھر گڑھے میں الٹا پڑا تھا۔ وہ پھر اسے اٹھا کے لے آئے۔ تیسرے دن پھر اس بت کو صاف ستھرا کر کے سجا کے رکھا اور ساتھ اپنی تلوار ٹانگ دی اور بت کو مخاطب کر کے کہا کہ خدا کی قسم! مجھے نہیں پتہ کہ کون تمہارے ساتھ یہ حرکتیں کرتا ہے لیکن اب مَیں تلوار بھی تمہارے ساتھ چھوڑ کے جا رہا ہوں اپنی حفاظت اب خود کر لینا، تلوار اب تمہارے پاس ہے۔ اگلے دن پھر حضرت عمرو نے دیکھا کہ بت اپنی جگہ موجود نہیں ہے اور پھر محلے کے اسی گڑھے کے اندر ایک مُردہ کتے کے گلے میں وہ بندھا ہوا پڑا مل گیا۔ یہ دیکھ کے وہ بہت سٹپٹائے اور سخت پریشان ہو کر سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ وہ بت جسے مَیں نے خدا بنا کر رکھا ہوا ہے اس میں تو اتنی قدرت اور طاقت بھی نہیں ہے کہ تلوار پاس ہوتے ہوئے اپنے آپ کو بچا سکے، اس نے میری کیا حفاظت کرنی ہے اور پھر اس پر مزید یہ کہ ایک مردہ کتا اس کے گلے میں پڑا ہوا ہے۔ پھر یہ خدا کیسے ہو سکتا ہے۔ بہرحال یہ بات پھر ان کو اسلام کی طرف مائل کرنے والی بنی اور اسلام قبول کرنے کا موجب بن گئی۔

(ماخوذ از اسد الغابہ جلد 4 صفحہ 195 عمرو بن الجموح دار الکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)

حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و اخلاص کا اس بات سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ غزوۂ احد کے بعد جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ واپس تشریف لائے تو گریہ وزاری کی آواز گلیوں سے آ رہی تھی۔ آپؐ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ انصار کی خواتین ہیں جو اپنے شہدا پر رو رہی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا حمزہؓ کے لیے کوئی رونے والا نہیں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہؓ کے لیے بخشش کی دعا کی۔ جب حضرت سَعد بن مُعاذؓ اور حضرت سَعد بن عُبادہؓ اور حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے یہ سنا تو وہ اپنے اپنے محلّوں میں گئے اور مدینے کی رونے والیوں اور نوحہ کرنے والیوں کو اکٹھا کر کے لائے۔ انہوں نے کہا کہ اب کوئی انصار کے شہدا پر نہیں روئے گا جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا پر نہ رو لو کیونکہ آپؐ نے فرمایا کہ مدینے میں حمزہؓ کے لیے رونے والا کوئی نہیں۔ یہ عشق تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپؐ کی وجہ سے کہ آپؐ کو حضرت حمزہؓ کی تکلیف پہنچی۔ (ماخوذ از السیرۃ النبویۃ لابن کثیر جلد 3 صفحہ 95-96 غزوۃ احد دار المعرفۃ بیروت 1986ء) گو کہ رونا اور نوحہ کرنا منع ہے لیکن یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ وقت کے لیے اجازت دی یا لوگوں کے جذبات کو دیکھ کے خود اظہار کیا کہ کاش کہ حمزہؓ

کے لیے بھی جذبات کا اظہار ہوتا لیکن بہرحال یہ نوحہ کرنا عمومی طور پر اسلام میں منع ہے۔خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

فتح مکہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حنین کی طرف تشریف لے گئے۔حنین جو ہے وہ مکے کے شمال مشرق میں طائف کے قریب ایک وادی ہے تو آپؐ نے حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ کو مکے میں پیچھے چھوڑا تا کہ وہ اہل مکہ کو دین سکھائیں اور انہیں قرآن پڑھائیں۔

(الطبقات الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۶۵ 'معاذ بن جَبَل' ۔دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۰ء)
(فرہنگ سیرت صفحہ 109 زوار اکیڈمی پبلیکیشنز)

حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ نے غزوہ تبوک میں بھر پور طریقے سے حصہ لیا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت کَعب بن مالکؓ کے بارے میں پوچھا جو اس وقت مدینہ میں ہی رہ گئے تھے تو بنوسلمہ کے ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت کعب بن مالک کی برائی کی تو حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ نے اس شخص کو ڈانٹا اور کہا یارسول اللہؐ! ہم نے تو ان میں بھلائی ہی دیکھی ہے۔کوئی برائی نہیں دیکھی۔

(ماخوذ از صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث کعب بن مالک......الخ حدیث 4418)

یہ تھے اعلیٰ اخلاق کہ پیچھے کسی کی برائی نہیں کرنی۔

قتادہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے حضرت انسؓ کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چار آدمیوں نے قرآن جمع کیا وہ سب انصار میں سے ہیں۔حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ، حضرت اُبَی بن کعبؓ، حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت ابوزیدؓ۔حضرت ابوزیدؓ حضرت انسؓ کے چچا تھے۔

(صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب من فضائل اُبَیّ بن کعب.....حدیث ۲۴۶۵)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ چار شخصوں سے قرآن سیکھو ابن مسعودؓ اور ابوحذیفہ کے غلام سالمؓ اور اُبَی بن کعبؓ اور مُعاذ بن جَبَلؓ سے۔

(صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار باب مناقب مُعاذ بن جَبَل حدیث ۳۸۰۶)

یہ بخاری کی روایت ہے جو مَیں نے پہلے پڑھی ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بیان فرماتے ہیں۔حضرت کعبؓ کے ذکر میں پہلے بھی کچھ وضاحت ہوئی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پڑھانے والے استادوں کی ایک جماعت مقرر فرمائی تھی جو سارا قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حفظ کر کے آگے لوگوں کو پڑھاتے تھے۔یہ چار چوٹی کے استاد تھے جن کا کام یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن پڑھیں اور لوگوں کو قرآن شریف پڑھائیں۔پھر ان کے ماتحت اَور بہت سے صحابہ ایسے تھے جو لوگوں کو قرآن شریف پڑھاتے تھے۔ان چار بڑے استادوں کے نام یہ ہیں۔عبداللہ بن مسعودؓ، سالمؓ مولیٰ ابی حُذَیفہؓ، مُعاذ بن جَبَلؓ، اُبَی بن کعبؓ۔ان میں سے پہلے دو مہاجر ہیں اور دوسرے دو انصاری۔کاموں کے لحاظ سے عبداللہ بن مسعودؓ ایک مزدور تھے، سالمؓ ایک آزاد شدہ غلام تھے، مُعاذ بن جَبَلؓ اور اُبی بن کعبؓ مدینے کے رؤساء میں سے تھے۔گویا ہر گروہ میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام گروہوں کو مدنظر رکھتے ہوئے قاری مقرر کر دیے تھے۔حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ خُذُوا الْقُرْاٰنَ مِنْ اَرْبَعَۃٍ (مِنْ) عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّسَالِمٍ وَّمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَّاُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ۔جن لوگوں نے قرآن پڑھنا ہو وہ ان چار سے قرآن پڑھیں عبداللہ بن مسعودؓ، سالمؓ، مُعاذ بن جَبَلؓ اور ابی بن کعبؓ سے۔

یہ چار تو وہ تھے جنہوں نے سارا قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا یا۔آپؐ کو سنا کر اس کی تصحیح کرالی لیکن اس کے علاوہ بھی بہت سے صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست بھی کچھ نہ کچھ قرآن سیکھتے رہتے تھے۔چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک لفظ کو اَور طرح پڑھا تو حضرت عمرؓ نے ان کو روکا اور کہا کہ اس طرح نہیں، اس طرح پڑھنا چاہیے۔اس پر عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا، نہیں، مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح سکھایا ہے۔حضرت عمرؓ ان کو پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یہ قرآن غلط پڑھتے ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عبداللہ بن مسعودؓ پڑھ کے سناؤ۔جب انہوں نے پڑھ کر سنایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تو ٹھیک ہے۔حضرت عمرؓ نے کہا یارسول اللہؐ! مجھے تو آپؐ نے یہ لفظ اَور رنگ میں سکھایا ہے۔آپؐ نے فرمایا: وہ بھی ٹھیک ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف یہی چار صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن نہیں پڑھتے تھے بلکہ دوسرے لوگ بھی پڑھتے تھے چنانچہ حضرت عمرؓ کا یہ سوال کہ مجھے آپؐ نے اس طرح پڑھایا ہے، بتاتا ہے کہ حضرت عمرؓ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھتے تھے۔

(ماخوذ از دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 427-428)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امّت میں سے میری امّت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے ابوبکرؓ ہیں۔(میری امّت میں سے میری امّت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے ابوبکرؓ ہیں) اور اللہ کے دین میں ان سب سے زیادہ مضبوط عمرؓ ہیں اور ان میں سب سے زیادہ حیا والے عثمانؓ ہیں اور ان میں سب سے زیادہ عمدہ فیصلہ کرنے والے علی بن ابی طالبؓ ہیں اور ان میں سب سے زیادہ اللہ کی کتاب قرآن کو جاننے والے اُبی بن کعبؓ ہیں اور ان میں سب سے زیادہ حلال و حرام کو جاننے والے مُعاذ بن جَبَلؓ ہیں اور ان میں سے سب سے زیادہ فرائض کو جاننے والے زید بن ثابتؓ ہیں۔آپؐ نے فرمایا: سنو! ہر امّت کے لیے ایک امین ہوتا ہے اور اس امّت کے امین ابوعُبَیدہ بن جرّاحؓ ہیں۔

(سنن ابن ماجہ کتاب افتتاح الکتاب فی الایمان وفضائل الصحابۃ والعلم باب فضائل خباب حدیث ۱۵۴)

یہ روایت پہلے بھی کم و بیش اسی طرح بیان ہو چکی ہے۔حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا ہی اچھے آدمی ہیں ابوبکرؓ۔کیا ہی اچھے آدمی ہیں عمرؓ۔کیا ہی اچھے آدمی ہیں ابوعُبَیدہ بن الجرّاحؓ۔کیا ہی اچھے آدمی ہیں اُسَید بن حُضَیرؓ۔اور کیا ہی اچھے آدمی ہیں ثابت بن قیس بن شمّاسؓ۔اور کیا ہی اچھے آدمی ہیں مُعاذ بن جَبَلؓ۔اور کیا ہی اچھے آدمی ہیں مُعاذ بن عَمرو بن جَموحؓ۔مسند احمد بن حنبل کی یہ روایت ہے۔

(مسند احمد بن حنبل مسند ابوہریرہ جلد ۳ صفحہ ۵۰۲ حدیث ۹۴۲۱ عالم الکتب بیروت لبنان ۱۹۹۸ء)

پھر حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ اے مُعاذ! مَیں یقیناً تم سے محبت کرتا ہوں۔حضرت مُعاذؓ نے آپؐ سے عرض کیا یارسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں مَیں بھی آپؐ سے محبت کرتا ہوں۔آپؐ نے فرمایا: اے مُعاذ! مَیں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد یہ ذکر کرنا اور یہ ہرگز نہ چھوڑنا کہ تم کہو کہ: اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ کہ اے میرے اللہ! میری مدد فرما اپنے ذکر کے لیے اور اپنے شکر کے لیے اور اپنی عبادت کی خوبصورتی کے لیے۔

(مسند احمد بن حنبل مسند مُعاذ بن جَبَل جلد ۷ صفحہ ۳۸۰ حدیث ۲۲۴۷۰ عالم الکتب بیروت لبنان ۱۹۹۸ء)

حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا مَیں تمہیں جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے کے بارے میں نہ بتاؤں؟ تو حضرت مُعاذؓ نے عرض کیا: کیوں نہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھ لیا کرو۔

(مسند احمد بن حنبل مسند مُعاذ بن جَبَل جلد ۷ صفحہ ۳۸۷ حدیث ۲۲۴۵۰ عالم الکتب بیروت لبنان ۱۹۹۸ء)

حضرت مُعاذؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ایمان کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: افضل ایمان یہ ہے کہ تم اللہ کے لیے محبت کرو اور اللہ ہی کے لیے تم نفرت کرو اور تم اپنی زبان کو اللہ کے ذکر میں لگائے رکھو۔حضرت مُعاذؓ نے عرض کیا یارسول اللہؐ! اَور کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور تم لوگوں کے لیے وہی پسند کرو جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو۔(تم لوگوں کے لیے وہی پسند کرو جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو) اور ان کے لیے اس چیز کو ناپسند کرو جو تم اپنے لیے ناپسند کرتے ہو۔

(مسند احمد بن حنبل مسند مُعاذ بن جَبَل جلد ۷ صفحہ ۳۸۵ حدیث ۲۲۴۸۱ عالم الکتب بیروت لبنان ۱۹۹۸ء)

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ حضرت مُعاذؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے

اور پھر وہ اپنے لوگوں کے پاس آتے اور انہیں نماز پڑھاتے۔

(صحیح بخاری کتاب الاذان باب اذا صلی ثم امر قوما حدیث ۷۱۱)

پہلے مسجدِ نبوی میں آ کے نماز پڑھتے۔ پھر اپنے محلے میں چلے جاتے۔ وہاں جا کے اپنے لوگوں کو نماز پڑھاتے۔ یہ بخاری کی روایت ہے۔حضرت جابرؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مُعَاذؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے۔ پھر آ کر اپنے لوگوں کی امامت کرتے تھے۔ ایک رات انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز ادا کی پھر اپنے لوگوں کے پاس آ کر ان کی امامت کی تو اس میں سورۂ بقرہ شروع کر دی۔ اس پر ایک آدمی الگ ہو گیا اور سلام پھیرا اور اکیلے نماز پڑھی اور جانے لگا۔ (دیکھا کہ لمبی سورت پڑھ رہے ہیں تو سلام پھیر کے الگ ہو گیا اور آ کے علیحدہ نماز پڑھ لی۔) اس پر لوگوں نے اسے کہا کہ اے فلاں! کیا تُو منافق ہو گیا ہے؟ اسے بُرا بھلا کہا۔ (اسے کہا تم منافق ہو گئے ہو تم نے باجماعت نماز چھوڑی ہے اور علیحدہ نماز پڑھ رہے ہو۔) اس پر اس نے جواب دیا۔ نہیں، خدا کی قسم! مَیں منافق نہیں ہوں اور مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤں گا اور ضرور آپؐ کو یہ بتاؤں گا کہ مَیں نے یہ کیا تھا۔ (منافقت ہوتی تو مَیں چُھپ جاتا۔ مَیں تو یہ بات جا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتاؤں گا۔) چنانچہ وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! ہم پانی لانے والے اونٹ رکھتے ہیں (یعنی اونٹوں پر پانی ایک جگہ سے دوسری جگہ لے کے جاتے ہیں اور لوگوں کے گھروں میں پانی پہنچاتے ہیں) تو دن بھر کام کرتے ہیں اور حضرت مُعَاذؓ نے آپؐ کے ساتھ عشاء کی نماز ادا کی پھر آ کر سورۂ بقرہ شروع کر دی۔ آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی پھر ہمارے پاس ہمارے محلے میں آئے اور نماز شروع کر دی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مُعَاذؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے مُعَاذ! کیا تم آزمائش میں ڈالنے والے ہو؟ لوگوں کو کیوں مشکل میں ڈالتے ہو؟ یہ پڑھا کرو۔ اور پھر آپؐ نے بتایا کہ سورتوں میں کیا پڑھنا ہے۔ یہ پڑھا کرو۔ دو دفعہ کہا یہ پڑھا کرو۔ یہ پڑھا کرو۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: وَالشَّمۡسِ وَضُحٰهَا اور وَالضُّحٰى، وَالَّيۡلِ اِذَا يَغۡشٰى اور سَبِّحِ اسۡمَ رَبِّكَ الۡاَعۡلٰى کی تلاوت کیا کرو۔ یہ چار مثال کے طور پر آپؐ نے ان کو بیان فرمائیں۔ یہ صحیح مسلم کی روایت ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب القراءۃ فی العشاء، حدیث نمبر ۴۶۵)

بخاری میں ایک روایت اس طرح بھی بیان ہوئی ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ کہتے تھے کہ سامنے سے ایک آدمی پانی اٹھانے والے دو اونٹ لیے آ رہا تھا۔ رات ہو چکی تھی اور اس نے اتفاق سے حضرت مُعَاذؓ کو نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ مسجد میں نماز ہو رہی تھی۔ وہ امامت کرا رہے تھے تو اس نے اپنے اونٹ بٹھا دیے اور حضرت مُعَاذؓ کی طرف چلا آیا۔ حضرت مُعَاذؓ نے سورۂ بقرہ یا سورۂ نساء پڑھی تو وہ نماز چھوڑ کر چلا گیا۔ اسے خبر پہنچی کہ حضرت مُعَاذؓ نے اس بات کا بُرا منایا ہے تو وہ آدمی جو اونٹوں والا تھا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت مُعَاذؓ کی شکایت کی۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا: اے مُعَاذ! تم تو بہت ہی ابتلا میں ڈالنے والے ہو۔ کیوں لوگوں کو ابتلا میں ڈالتے ہو؟ اتنی لمبی لمبی سورتیں پڑھ کے ابتلا میں ڈالنے والے ہو۔ کیوں نہ تم نے سَبِّحِ اسۡمَ رَبِّكَ الۡاَعۡلٰى، وَالشَّمۡسِ وَضُحٰهَا، وَالَّيۡلِ اِذَا يَغۡشٰى پڑھی کیونکہ تمہارے پیچھے بوڑھے اور کمزور اور حاجت مند بھی نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ یہ بخاری کی روایت ہے جیسا کہ مَیں نے کہا۔

(صحیح البخاری کتاب الاذان باب من شکا امامہ اذا طول حدیث ۷۰۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز میں چھوٹی سورتیں پڑھنے کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت مُعَاذ بن جَبَلؓ کو نصیحت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ الاعلیٰ، سورۃ الغاشیہ، سورۃ الفجر اور اسی قسم کی بعض اَور سورتوں کو عام طور پر فرض نمازوں میں پڑھنا زیادہ پسند فرمایا کرتے تھے۔ نسائی نے جابر سے روایت کی ہے کہ حضرت مُعَاذ بن جَبَلؓ ایک دفعہ نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک آدمی ان کے ساتھ پیچھے سے آ کر شامل ہوا۔ حضرت مُعَاذؓ نے لمبی نماز شروع کر دی۔ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ انہوں نے سورۂ آل عمران یا سورۂ نساء کی تلاوت شروع کر دی تھی۔ جب نماز لمبی ہو گئی تو اس نے اپنی نماز توڑ کر ایک دوسرے کونے میں جا کر علیحدہ نماز شروع کر دی اور فارغ ہو کر چلا گیا۔ نماز کے بعد کسی شخص نے حضرت مُعَاذؓ سے اس واقعہ کا ذکر کیا اور کہا کہ آپؓ نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے آپؓ کے ساتھ نماز شروع کی مگر جب آپؓ نے نماز میں دیر لگا دی تو وہ نماز توڑ کر علیحدہ ہو گیا اور ایک کونے میں نماز پڑھ کر چلا گیا۔ حضرت مُعَاذؓ نے کہا وہ منافق ہو گا۔ پھر انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس واقعے کا ذکر کیا۔ یہاں آپ یہ بیان فرما رہے ہیں کہ حضرت مُعَاذؓ نے خود ذکر کیا اور کہا یا رسول اللہؐ! مَیں نماز پڑھا رہا تھا کہ پیچھے فلاں شخص آ کر شامل ہوا مگر جب نماز لمبی ہو گئی تو وہ نماز توڑ کر الگ ہو گیا اور علیحدہ نماز پڑھ کر چلا گیا۔ جب اس شخص کو معلوم ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میری شکایت کی گئی ہے تو وہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا یا رسول اللہؐ! مَیں آیا تو یہ نماز پڑھا رہے تھے۔ میں ان کے ساتھ نماز میں شامل ہو گیا مگر انہوں نے نماز لمبی کر دی۔ آخر ہم کام کرنے والے آدمی ہیں۔ میری اونٹنی بغیر چارے کے کھڑی تھی۔ مَیں نے نماز توڑ کر مسجد کے ایک کونے میں اپنی نماز ختم کر لی اور پھر گھر جا کر اپنی اونٹنی کو چارہ ڈالا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر حضرت مُعَاذؓ پر ناراض ہوئے اور ان سے فرمایا: مُعَاذ! کیا تم لوگوں کو فتنہ میں ڈالتے ہو؟ تمہیں سَبِّحِ اسۡمَ رَبِّكَ الۡاَعۡلٰى، وَالشَّمۡسِ وَضُحٰهَا، وَالۡفَجۡرِ اور وَالَّيۡلِ اِذَا يَغۡشٰى کے پڑھنے میں کیا تکلیف ہوتی تھی؟ تم نے یہ سورتیں کیوں نہ پڑھیں اور لمبی سورتیں کیوں پڑھنا شروع کر دیں؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سورتوں کو اوسط سورتوں میں قرار دیا ہے۔ خاص اوقات میں انسان بے شک لمبی سورتیں پڑھ لے یا تکلیف اور بیماری کی صورت میں چھوٹی سورتیں پڑھ لے لیکن اوسط سورتیں یہی ہیں جن کو عام طور پر بالجہر نمازوں میں پڑھنا چاہیئے۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 479 تفسیر سورہ الفجر)

بہرحال یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ ضروری نہیں کہ یہی سورتیں پڑھی جائیں۔ صرف اصولی ہدایت یہ ہے کہ جب باجماعت نماز ادا ہو رہی ہو تو زیادہ لمبی سورتیں نہیں پڑھنی۔ لیکن اپنے حالات کے مطابق اور بعض لوگوں کو جس جس طرح سورتیں حفظ ہوتی ہیں، بعض کو چھوٹی سورتیں حفظ ہیں۔ امامت کے لیے اور کوئی بھی نہیں ملتا اور اسی کو نماز پڑھانی پڑتی ہے تو وہ بھی پڑھائی جا سکتی ہیں۔ اصولی ہدایت یہ ہے کہ باجماعت نماز میں لمبی سورتیں نہیں پڑھانی کیونکہ مختلف قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ بوڑھے بھی ہوتے ہیں، بیمار بھی ہوتے ہیں، کام کرنے والے بھی ہوتے ہیں۔

حضرت مُعَاذ بن جَبَلؓ کہتے ہیں کہ مَیں سواری پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ میرے اور آپؐ کے درمیان کجاوہ کا پچھلا حصہ تھا۔ آپؐ نے فرمایا: اے مُعَاذ بن جَبَل! مَیں نے کہا مَیں حاضر ہوں یا رسول اللہؐ! اور یہ میری سعادت ہے۔ پھر آپؐ تھوڑی دیر چلے اور فرمایا: اے مُعَاذ بن جَبَل! مَیں نے پھر عرض کیا لبیک یا رسول اللہؐ! میری سعادت ہے۔ پھر آپ تھوڑی دیر چلے اور فرمایا: اے مُعَاذ بن جَبَل! مَیں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہؐ! میری سعادت ہے۔ فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: اللہ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں۔ یعنی بندے اللہ کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں۔ پھر آپؐ کچھ دیر چلے اور فرمایا: اے مُعَاذ بن جَبَل! مَیں نے کہا لبیک یا رسول اللہؐ! میری سعادت ہے۔ فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ پہلے تو اللہ کا حق ہے جو بندوں نے ادا کرنا ہے۔ اب بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے۔ جب وہ ایسا کریں، جب وہ بات مان لیں، بندے اپنا حق ادا کر دیں تو پھر بندوں کا اللہ پر کیا حق بن جاتا ہے تو مَیں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ انہیں عذاب نہ دے۔ جو اس طرح اللہ تعالیٰ کی بات ماننے والے ہیں پھر یہ بندوں کا حق بنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں عذاب نہ دے۔ یہ صحیح مسلم کی روایت ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الإیمان باب الدلیل علی من مات علی التوحید ...... حدیث ۳۰)

حضرت مُعَاذ بن جَبَلؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔

ایک دن مَیں آپؐ کے قریب ہوا اور ہم چل رہے تھے تو مَیں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے اور مجھے آگ سے دور کر دے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے تو ایک بڑی بات پوچھی ہے۔ بہت بڑی بات ہے یہ۔ ہاں یہ بات اس کے لیے آسان ہے جس پر اللہ تعالیٰ آسان کر دے۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو۔ پھر فرمایا کیا میں خیر کے دروازوں کے متعلق نہ بتاؤں۔ یہ بات بیان کر کے پھر آپؐ نے فرمایا کہ خیر کے دروازوں کے متعلق بتاتا ہوں۔ فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے اور صدقہ گناہوں کو ایسے بجھاتا ہے جیسے پانی آگ کو اور رات کے درمیان آدمی کا نماز پڑھنا یعنی تہجد پڑھنا۔ پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی۔ تَتَجَافٰى جُنُوۡبُهُمۡ عَنِ الۡمَضَاجِعِ يَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ خَوۡفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ۔ فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِىَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ۔ یعنی کہ ان کے پہلو بستروں سے الگ ہو جاتے ہیں جبکہ وہ اپنے رب کو خوف اور طمع کی حالت میں پکار رہے ہوتے ہیں۔ تَتَجَافٰى جُنُوۡبُهُمۡ عَنِ الۡمَضَاجِعِ يَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ خَوۡفًا وَّطَمَعًا۔ اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا کیا وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ پس کوئی ذی روح نہیں جانتا کہ ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے کیا کچھ چھپا کر رکھا گیا ہے اس کی جزا کے طور پر جو وہ کیا کرتے تھے۔

پھر فرمایا کیا مَیں تم کو ان سب کی بلند چوٹی اور اس کا ستون اور اس کی بلندی کا اوپر کا حصہ نہ بتاؤں۔ فرمایا وہ جہاد ہے۔ پھر فرمایا کیا مَیں تم کو ایسی بات نہ بتاؤں جس پر اس سب کا مدار ہے یعنی بنیاد ہے۔ اس کے گرد ساری چیزیں گھومتی ہیں۔ مَیں نے عرض کیا ضرور یا رسول اللہؐ! اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان کو پکڑا اور فرمایا کہ اس کو روک رکھو۔ زبان کو پکڑ کے فرمایا اس کو روک رکھو۔ مَیں نے عرض کیا اے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہمارا مؤاخذہ اس پر ہو گا جو ہم اس کے ذریعے کہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا بھلا ہو اے مُعَاذ! لوگوں کو اوندھے منہ آگ میں نہیں گراتی مگر ان کی زبانوں کی کاٹی ہوئی فصلیں۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب کف اللسان فی الفتنۃ حدیث ۳۹۷۳)

یعنی جو تم زبان سے باتیں کرتے ہو، تیز باتیں کرتے ہو۔ زبان سے دیے گئے زخم ایسے ہیں جو جذباتی تکلیفیں بھی پہنچاتے ہیں۔ جو فتنہ پیدا کرتے ہیں اور بہت ساری برائیاں جن سے پیدا ہوتی ہیں تو یہ چیزیں، زبان سے کہی ہوئی باتیں جب زبان بیان کر رہی ہو، برائیاں بیان کر رہی ہو یا برائی کا ذریعہ بن رہی ہو تو پھر آپؐ نے فرمایا کہ وہ ان کو اوندھے منہ آگ پر گرانے والی ہوتی ہیں۔ اس لیے زبان کو سنبھال کے استعمال کرو اور اس سے اچھی اچھی باتیں ادا کی جائیں۔

حضرت کعب بن مالکؓ کہتے تھے کہ حضرت مُعَاذ بن جَبَلؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں اور حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں مدینے میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۶۵ مُعَاذ بن جَبَل۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۰ء)

محمد بن سَہْل بن اَبُو خَیْثَمَہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مہاجرین کے تین آدمی اور انصار میں سے تین آدمی فتویٰ دیا کرتے تھے وہ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت اُبَی بن کعبؓ، حضرت مُعَاذ بن جَبَلؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ تھے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۶۷ باب اہل العلم و الفتویٰ من اصحاب رسول اللہؐ۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۰ء)

عبدالرحمٰن بن قاسم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو جب کوئی ایسا امر پیش آتا جس میں وہ اہل الرائے اور اہل فقہ کا مشورہ لینا چاہتے تو آپؓ مہاجرین و انصار کے آدمیوں کو بلاتے۔ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت مُعَاذ بن جَبَلؓ، حضرت اُبَی بن کعبؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ کو بلاتے۔ یہ سارے حضرت ابوبکرؓ کے زمانۂ خلافت میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۶۷ باب اہل العلم و الفتویٰ من اصحاب رسول اللہؐ۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۰ء)

یعنی کہ افتاء کمیٹی کے یہ ممبر تھے یا ان کو آپؐ نے اختیار دیا تھا کہ فتوے دے دیا کرو اپنے اس علم کی بنا پر جو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا تھا۔

حضرت مُعَاذ بن جَبَلؓ حضرت ابوبکرؓ کے دَور میں شام چلے گئے اور وہاں بود و باش اختیار کر لی۔ جس وقت حضرت مُعَاذ بن جَبَلؓ شام روانہ ہو گئے تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ ان کی روانگی نے مدینہ اور اہل مدینہ کو فقہ میں اور جن امور میں وہ ان کو فتویٰ دیا کرتے تھے محتاج بنا دیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے عرض کیا کہ لوگوں کو ان کی ضرورت ہے، انہیں روک لیں۔ مگر حضرت ابوبکرؓ نے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا کہ جس شخص نے ارادہ کر لیا ہو اور وہ شہادت چاہتا ہو مَیں اس کو نہیں روک سکتا۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے کہا بخدا آدمی کو اس کے بستر پر بھی شہادت عطا کر دی جاتی ہے۔ (الطبقات الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۶۵ مُعَاذ بن جَبَل۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۰ء)

ثَور بن یزید بیان کرتے ہیں کہ حضرت مُعَاذ بن جَبَلؓ جب رات کو نماز تہجد ادا کرتے تھے تو یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ! آنکھیں سوئی ہوئی ہیں اور ستارے ٹمٹما رہے ہیں۔ تُو حیّ و قیوم ہے۔ اے اللہ! جنت کے لیے میری طلب سست ہے اور آگ سے میرا بھاگنا کمزور اور ضعیف ہے۔ اے اللہ! میرے لیے اپنے ہاں ہدایت رکھ دے جسے قیامت کے روز تُو مجھے لوٹا دے۔ یقیناً تُو وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد ۵ صفحہ ۱۸۸ معاذ بن جَبَل دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۲۰۰۳ء)

کیا خوف اور خشیت کا مقام ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ حضرت مُعَاذؓ پالان پر آپؐ کے پیچھے سوار تھے فرمایا اے مُعَاذ بن جَبَل! انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ! حاضر ہوں، حضورؐ کی خدمت میں ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اے مُعَاذ! انہوں نے کہا حاضر ہوں یا رسول اللہؐ! آپؐ کی خدمت میں ہوں۔ فرمایا مُعَاذ! انہوں نے کہا حاضر ہوں یا رسول اللہؐ! آپؐ کی خدمت میں ہوں۔ تین بار آپؐ نے پکارا۔ پھر فرمایا جو کوئی بھی اپنے دل کی سچائی سے یہ گواہی دے گا کہ اللہ کے سوا کوئی بھی معبود نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں تو اللہ ضرور اس کو آگ پر حرام کر دے گا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ کیا مَیں لوگوں کو اس کے متعلق خبر نہ دوں؟ وہ خوش ہو جائیں گے۔ یہ باتیں لوگوں کو جا کے بتاؤں؟ آپؐ نے فرمایا تب تو وہ بھروسا کر لیں گے کہ اتنی بات کہہ لی ہے اور باقی نیکیاں نہیں کریں گے، اس لیے لوگوں کو نہیں بتانا۔ حضرت مُعَاذؓ نے مرتے وقت یہ بات بتلائی تھی کہ وہ گناہ سے بچ جائیں۔ یعنی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی بات کو آگے نہیں بتایا۔

(صحیح بخاری کتاب العلم باب من خص بالعلم قوما.. حدیث ۱۲۸)

یہ ان کا خیال تھا کہ شاید یہ بات مجھے مرتے ہوئے آگے صاحبِ علم لوگوں کو پہنچا دینی چاہیے۔ پھر آپؓ نے بتائی لیکن اپنی زندگی یا صحت کی حالت میں نہیں بتائی۔ حضرت ولی اللہ شاہ صاحبؓ نے بعض حدیثیں جو اس سے متعلقہ ہیں ان کے حوالے سے بیان کرتے ہوئے شرح بخاری میں لکھا ہے کہ پھر اس کو بھی یہاں بیان کیا ہے کہ یہاں یہ بات جو کی گئی ہے کہ کسی علمی بات کو خاص لوگوں میں محدود کرنا۔ کیونکہ یہ علمی بات ہے اس لیے اس کو خاص لوگوں میں محدود کرنا ہے کیونکہ عام لوگ اس کے صحیح مطلب تک نہ پہنچنے کی وجہ سے نقصان اٹھائیں گے۔ صرف اتنا کہہ دینا اور باقی کوئی عمل نہ کرنا۔ یہ نہ ہو کہ ایک بات پہنچ جائے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ کہہ دیا اور کسی عمل کی ضرورت نہیں۔ اب ایسے بھی دیکھیں کہ اس کے باوجود عملاً مسلمانوں کا یہی حال ہے کہ صرف نام کے مسلمان ہیں۔ کلمہ پڑھ کے سمجھتے ہیں کسی عمل کی ضرورت نہیں۔

پھر حضرت شاہ صاحبؓ لکھتے ہیں۔ وہ مختلف احادیث بیان کر رہے تھے اور یہ بھی اس میں شامل تھی کہ اس حدیث نے اس قسم کی باتوں کی نوعیت واضح کر دی ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ مسلم نے بھی حضرت ابن مسعودؓ کی ایک روایت صحیح سند سے بیان کی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں مَا اَنۡتَ بِمُحَدِّثٍ قَوۡمًا حَدِيۡثًا لَا يَبۡلُغُهٗ عُقُوۡلُهُمۡ اِلَّا كَانَ لِبَعۡضِهِمۡ فِتۡنَةٌ۔ ان ارشادات نبویہؐ کا مفہوم یہ ہے کہ لوگوں کو ان کی عقل اور سمجھ کے مطابق مخاطب کرنا چاہیے کیونکہ بعض باتیں فتنے میں مبتلا کر دیتی ہیں۔ بہرحال وہ پھر آگے لکھتے ہیں کہ ہم اب بھی دیکھتے ہیں کہ مومن ساز لوگوں نے کس طرح لا الہ الا اللہ کے محض زبانی اقرار کو اپنے لیے آڑ بنا رکھا ہے اور شریعت

کی تکلیفوں سے بنی نوع انسان کو آزاد کر کے ان کو ایمان کا سرٹیفکیٹ دے دینا چاہتے ہیں اور صِدۡقًا مِّنۡ قَلۡبِہٖ یعنی اس کے ضروری لوازمات کا کچھ خیال نہیں کرتے۔ ہر مولوی، ہر منبر کا خطبہ دینے والا وہ سمجھتا ہے کہ جو میرے پیچھے نمازیں پڑھ رہا ہے اس نے وہی کلمہ پڑھ لیا تو سرٹیفکیٹ مل گیا۔ باقی کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ پھر آپؒ لکھتے ہیں کہ زبان سے اقرار کرنے والے انہی مومنوں کے ہوتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایمان اس وقت نہ دلوں میں ہو گا نہ زبان پر بلکہ ثریا پر ہو گا۔ یہ آخری زمانے کے بارے میں ہے۔ جبکہ وہ لوگ موجود تھے اور یہ کلمہ پڑھنے والی بات بھی آپ نے کہی تھی۔ پھر آپؒ لکھتے ہیں کہ مَنۡ لَقِیَ اللّٰہَ لَا یُشۡرِکُ بِہٖ شَیۡئًا۔ یعنی جو شخص موت تک ہر قسم کے شرک سے بچتا رہے گا وہ جنت میں داخل ہو گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت مُعاذؓ کو دو تین دفعہ مخاطب کر کے خاموش ہو جانا اور پھر یہ بات بتلانا یہ اسی اصل کے مطابق ہے کہ آپؐ نے جستجو کے متعلق احساس اور خواہش کو ابھارا ہے۔ دو تین دفعہ جب انہوں نے کہا حاضر ہوں، حاضر ہوں، لبیک تو توجہ پیدا ہوئی، شوق پیدا ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرمانا چاہتے ہیں۔ جب جوش اور ایک خالص توجہ پیدا ہو گئی تو پھر آپؐ نے ان کو بتایا۔ پھر شاہ صاحب یہ لکھتے ہیں کہ تا آپؐ کی بات اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے اور اس کا اثر نفس پہ قائم رہے۔ یہ بات ذہن نشین کرانے کے لیے آپؐ نے تین دفعہ ان کو توجہ دلائی تھی۔ حضرت مُعاذؓ نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا پورا ادب کیا اور مرتے وقت وہ بتلایا کہ مبادا ایک نہایت ضروری بات کے نہ بتانے سے ان سے مؤاخذہ نہ ہو۔

(ماخوذ از صحیح البخاری مترجم جلد 1 صفحہ 211، 212 شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

یہ نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کہے کہ تمہارے علم میں ایک بات آئی اور تم نے آگے نہیں بتائی یعنی علمی بات کم از کم علم رکھنے والے لوگوں تک پہنچ جانی چاہیے۔

ویسے تو آج کل مسلمان ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں، کلمہ پڑھ کر سمجھتے ہیں کہ شرک سے پاک ہو گئے ہیں لیکن دل شرک سے بھرے ہوئے ہیں۔ انحصار دنیاوی چیزوں پر ہے۔ بڑے بڑے خطیب بھی دنیاوی چیزوں پہ انحصار کرتے ہیں۔ ان کی اگر اصلی حالت، حقیقت جانی جائے تو یہ جو حدیث پہلے بیان ہوئی ہے، کلمہ پڑھنے والوں پر آگ حرام ہونے کا جو ذکر ہوا ہے اس سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ یہ جزا اللہ تعالیٰ نے دینی ہے اور کسی انسان کا کام نہیں ہے کہ کسی کلمہ گو، کسی مسلمان پر فتویٰ لگائے کہ کس کو ہم نے مسلمان کہنا ہے اور کس کو غیر مسلم بنانا ہے۔ یہ خود ساختہ فتوے قرآن کی تعلیم کے بھی خلاف ہیں۔ پس آج کل جو مسلمان ربیع الاول کے حوالے سے میلاد النبیؐ بھی منا رہے ہیں تو اصل تو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور اسوے کو ہم اپنائیں۔ اپنے علم کے زعم میں صرف اپنے آپ کو مسلمان نہ سمجھیں بلکہ کلمہ گو کے معاملے کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑیں۔ یہ باتیں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو خوش کرنے والی ہوں گی۔ ان کی امّت کی طرف سے خوشی پہنچانے والی ہوں گی۔ آپؐ پر درود بھیجنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا اس بات پر شکر کرے کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو لاوارث نہیں چھوڑا بلکہ وعدے کے مطابق اور آپ کی پیشگوئی کے مطابق احیائے دین کے لیے مسیح موعود کو بھیجا ہے جو اس کلمہ اور شریعت کے احکام پر عمل کی حقیقت ہمیں بتانے والا ہے تا کہ حقیقت میں جہنم کی آگ ہم پر حرام ہو۔ اور اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انکار کرنے والوں کو بھی عقل دے کہ اس بات کو سمجھیں۔ اور ہمیں بھی اللہ تعالیٰ اسلام کی حقیقی تعلیم اور کلمہ کی حقیقت کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے والا بنائے۔

حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ تبوک کے سال نکلے۔ آپؐ نمازیں جمع کرتے تھے۔ آپؐ ظہر عصر اور مغرب اور عشاء اکٹھی ادا فرماتے۔ ایک روز آپؐ نے نماز میں کچھ تاخیر فرمائی۔ آپؐ باہر تشریف لائے اور ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کیں۔ پھر اندر تشریف لے گئے۔ اس کے بعد باہر تشریف لائے اور مغرب اور عشاء کی نمازیں اکٹھی ادا کیں۔ پھر حضورؐ نے فرمایا کہ کل تم ان شاء اللہ تبوک کے چشمہ پر پہنچو گے۔ یہ مطلب نہیں تھا کہ چاروں نمازیں اکٹھی پڑھتے تھے۔ جب تک وقفہ تھوڑا ہوتا تھا تو ہو سکتا ہے کہ ظہر عصر کی نمازیں عصر کے ساتھ آخری وقت میں جمع کر لی جاتی ہوں اور مغرب عشاء کی مغرب کے پہلے وقت میں۔ بہرحال فرمایا کہ کل تم ان شاء اللہ تبوک کے چشمے پر پہنچو گے اور جب تک خوب دن نہ نکل آئے تم اس تک نہیں پہنچو گے۔ یعنی اندازہ لگا کے آپؐ نے بتایا کہ تم لوگ دن کے وقت پہنچو گے۔ پس تم میں سے جو اس کے پاس پہنچے اس کے پانی کو بالکل نہ چھوئے جب تک کہ میں نہ آ جاؤں۔ وہاں پہنچ کے پانی نہ پینے لگ جانا۔ نہ چھیڑنا اس کو جب تک میں اس پہ نہ آ جاؤں۔ راوی کہتے ہیں پھر ہم اس چشمہ پر پہنچے لیکن دو آدمی وہاں ہم سے پہلے پہنچ چکے تھے اور چشمہ تسمہ کی طرح تھا جس سے تھوڑا تھوڑا پانی بہ رہا تھا، بڑی باریک دھار بن رہی تھی۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں سے پوچھا کیا تم نے اس کے پانی کو چھوا ہے؟ پانی کو چھیڑا تو نہیں؟ ان دونوں نے کہا جی ہاں ہم نے اس میں سے پانی نکالا تھا، پیا ہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو تنبیہ فرمائی کہ میں نے تمہیں روکا تھا تو کیوں تم نے اس کو چھوا اور جو اللہ تعالیٰ نے چاہا آپؐ نے ان کو کہا۔ راوی کہتے ہیں پھر لوگوں نے اس چشمے سے اپنے ہاتھ کے ذریعہ سے تھوڑا تھوڑا کر کے پانی نکالا یہاں تک کہ ایک برتن میں کچھ پانی جمع ہو گیا۔ بالکل باریک سی دھار پانی کی آ رہی تھی۔ راوی کہتے ہیں پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اپنے دونوں ہاتھ دھوئے اور چہرہ دھویا۔ پھر اس پانی کو اس چشمے میں واپس ڈال دیا یعنی وہیں چشمے کے اوپر بیٹھ کے دھویا۔ چہرہ بھی دھویا اور پانی وہیں چشمے میں گرتا جاتا تھا تو چشمہ تیزی سے بہنے لگا جب آپؐ نے منہ ہاتھ دھویا اور وہیں پانی ڈال دیا تو چشمہ جس کی پہلے باریک دھار بن رہی تھی تیزی سے بہنے لگا یہاں تک کہ لوگ خوب سیراب ہو گئے۔ پھر حضورؐ نے فرمایا اے مُعاذؓ! اگر تیری عمر لمبی ہوئی تو تُو دیکھ لے گا کہ یہ جگہ باغوں سے بھر گئی ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی معجزات النبی ﷺ حدیث۷۰۶)

کتب احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معجزہ اس وقت ہوا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کے مقام پر ابھی پہنچے ہی تھے۔ سیرت ابن ہشام میں ہے کہ یہ واقعہ تبوک کے مقام سے واپسی پر ایک وادی میں ہوا جس کا نام مُشَقَّقۡ ہے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشّام صفحہ۸۲۱-۸۲۲ غزوہ تبوک فی رجب سنۃ تسع مطبوعہ دارالکتب بالعلمیۃ بیروت ۲۰۰۱ء)

یہ واقعہ حضرت امام مالکؒ نے اپنی کتاب مؤطا میں بھی بیان کیا ہے۔ محمد بن عبد الباقی زُرۡقَانِی نے اس حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ ابوولید بَاجِی کہتے ہیں کہ یہ غیب کی خبر ہے جو واقع ہو چکی ہے اور حضرت مُعاذؓ کا خاص طور پر تذکرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے فرمایا کیونکہ ملک شام منتقل ہو گئے تھے اور وہاں ان کی وفات ہوئی تھی۔ آپؐ کو بذریعہ وحی معلوم ہوا کہ حضرت مُعاذؓ یہ جگہ دیکھیں گے اور وہ وادی آپؐ کی برکت کے طفیل درختوں اور باغات کا مجموعہ بن جائے گی۔

علامہ ابن عبد البرؒ کہتے ہیں کہ ابنِ وَضَّاح کہتے ہیں کہ میں نے اس چشمہ کے ارد گرد وہ ساری جگہ دیکھی ہے۔ درختوں کی سرسبزی اور شادابی اس قدر تھی کہ شاید یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے اور ایسی ہی آپؐ کی پیشگوئی تھی۔

(شرح الزرقانی علی المؤطا جزء۱ صفحہ ۴۳۶ کتاب قصر الصلاۃ فی السفر باب الجمع بین الصلاتین ۔۔، داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۹۹۷ء)

اٹلس سیرت النبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھا ہے کہ تبوک کے محکمہ شریعہ کے رئیس نے بتایا کہ یہ چشمہ دو سال پہلے تک پونے چودہ سو سال سے مسلسل ابل رہا ہے۔ بعد میں نشیبی علاقوں میں ٹیوب ویل کھودے گئے تو اس چشمہ کا پانی ان ٹیوب ویلز کی طرف منتقل ہو گیا، تقریباً پچیس ٹیوب ویلز میں تقسیم ہو جانے کے بعد اب یہ چشمہ خشک ہو گیا ہے۔ اس کے بعد وہ ہمیں ایک ٹیوب ویل کی طرف بھی لے گئے جہاں ہم نے دیکھا کہ چار انچ کا ایک پائپ لگا ہوا ہے اور کسی مشین کے بغیر اس سے پانی پورے زور سے نکل رہا ہے۔ قریب قریب یہی کیفیت دوسرے ٹیوب ویلز کی بھی ہمیں بتائی گئی۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ ہی کی برکت ہے کہ آج تبوک میں اس کثرت سے پانی موجود ہے کہ مدینہ اور خیبر کے سوا ہمیں کہیں اتنا پانی دیکھنے

کا اتفاق نہیں ہوا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تبوک کا پانی ان دونوں جگہوں سے بھی زیادہ ہے۔ اس پانی سے فائدہ اٹھا کر اب تبوک میں ہر طرف باغ لگائے جا رہے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق تبوک کا علاقہ باغوں سے بھرا ہوا اور دن بدن بھرتا جا رہا ہے۔

(اٹلس سیرتِ نبوی ﷺ صفحہ 431، دار السلام ریاض 1424ھ)

ان کا باقی ذکر ان شاء اللہ آئندہ ہوگا۔

جمعے کے بعد مَیں کچھ جنازے بھی پڑھاؤں گا اس وقت ان کا ذکر کر دیتا ہوں۔ پہلا ذکر مولوی فرزان خان صاحب کا ہے جو ضلع خوردہ و نیاگڑھ اڑیشہ کے مبلغ انچارج تھے۔ شوگر کے مریض تھے۔ 10؍ ستمبر کو اچانک ٹائیفائیڈ اور شدید نمونیے کی وجہ سے آپ کو ہسپتال داخل کیا گیا اور وہاں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ سکینہ بیگم کے علاوہ ایک بیٹی فریحہ اور بیٹا عزیزم ریحان شامل ہیں۔ جماعتی کاموں میں بہت آگے بڑھنے والے تھے۔ پرہیز گار، ماتحت مبلغین، معلمین کا خیال رکھنے والے، نرم خُو، منکسر المزاج، خوش اخلاق، انتہائی نیک اور مخلص انسان تھے۔ 1980ء میں جامعہ قادیان میں داخلہ لیا اور 88ء میں قادیان جامعہ سے فارغ ہوئے اور میدانِ عمل میں آئے۔ بڑی محنت اور اخلاص اور وقف کی روح کے ساتھ بتیس سال تک خدمت سرانجام دی۔ کئی مقامات پر اس عرصے میں آپ نے بیعتیں کروائیں اور جماعتیں بھی قائم کیں۔ ان کی اہلیہ سکینہ بیگم کہتی ہیں کہ مولوی صاحب بتاتے تھے کہ پہلی تقرری ہریانہ میں ہوئی۔ کوئی معین مقام نہیں تھا اور اس علاقے میں کوئی احمدی بھی نہیں تھا۔ یہ مختلف جگہوں پر گھومتے تھے اور تبلیغ کرتے تھے اور سینٹر قائم کرتے تھے اور اس دوران صوبہ ہریانہ کے ایک گاؤں میں پہنچے، وہاں کے لوگوں کو جماعت کا پیغام پہنچایا۔ وہاں ایک مقامی شخص تھا اس نے کہا ہماری بھینس دودھ نہیں دیتی۔ آپ کی جماعت سچی ہے تو آپ دم کر کے مجھے دیں مَیں بھینس کو کچھ پلاؤں تا کہ میری بھینس دودھ دے۔ اگر آپ سچے ہیں تو پھر اگر یہ معجزہ ہو گیا تو ہم سارا خاندان بیعت کر لیں گے۔ بہرحال مولوی صاحب کہتے ہیں کہ میں نے سورۂ فاتحہ، درود شریف پڑھا اور کچھ دعائیہ کلمات پڑھ کر پانی پر دم کر کے اس شخص کو دے دیا۔ وہ پانی لے کر چلا گیا۔ مولوی صاحب ساری رات اسی گاؤں میں رہے۔ کہتے ہیں کہ گاؤں میں ایک درخت تھا۔ ساری رات میں اس کے نیچے بیٹھا رہا اور دعائیں کرتے گزار دی کہ اللہ تعالیٰ مسیح موعودؑ کی صداقت کا معجزہ ثابت کر دے۔ کہتے ہیں صبح ہوتے ہی مولوی صاحب نے دیکھا کہ ایک شخص ایک بالٹی لیے آ رہا ہے۔ دیکھا تو اس میں دودھ تھا۔ کہنے لگا مولوی صاحب ہماری بھینس نے دودھ دیا ہے اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے میں اور میرا پورا خاندان اب سمجھ گئے ہیں کہ جماعت احمدیہ سچی ہے۔ ہم اس میں شامل ہوتے ہیں۔

ان کے بیٹے ریحان کہتے ہیں کہ ان میں انکساری اور عاجزی بہت زیادہ تھی۔ بڑے نرم دل تھے۔ ہر ایک سے پیار محبت سے پیش آنے والے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اور جماعت کی خدمت کی خاطر اپنی زندگی بسر کی۔ خلیفۂ وقت کے ہر ارشاد اور ہدایت پر لبیک کہتے تھے اور ہمیں بھی تاکید کرتے تھے۔ ہمیں ہمیشہ شفقت سے محبت سے پیش آتے۔ جماعتی کاموں کے ساتھ گھر کے کاموں میں بھی حصہ لیتے۔ والدہ کا ہاتھ بٹاتے اور ساری زندگی انہوں نے اپنی نمازوں کی بھی حفاظت کی اور ہماری نمازوں کی بھی حفاظت کی۔ ہمیشہ ہمیں صراطِ مستقیم پر چلنے کے لیے کہتے تھے۔ ان کے ساتھ کام کرنے والے جتنے بھی معلمین اور مبلغین ہیں سب یہی لکھتے ہیں کہ ایک مثالی مبلغ تھے۔ بڑے ہمدرد تھے اور کبھی ہم نے ان کو غصے میں نہیں دیکھا۔

اگلا جنازہ عبداللہ مُلسِیکو صاحب کا ہے۔ ملائیشیا کے لوکل مشنری تھے۔ 7؍ اکتوبر کو بیہوش ہو گئے۔ ہسپتال لے جایا گیا۔ جانبر نہ ہو سکے اور اسی رات وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

ان کی عمر 68 سال تھی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ آٹھ بچے شامل ہیں۔ آپ ملائیشیا کے دو مربیان صلاح الدین صاحب اور مسرور احمد صاحب کے سسر تھے۔ عبداللہ مُلسِیکو صاحب فلپائن میں پیدا ہوئے۔ یونیورسٹی پاس کرنے کے بعد مسلم آرگنائزیشن ''مورو نیشنل لبرل فرنٹ'' میں شمولیت اختیار کر لی۔ یہ آرگنائزیشن حکومت کے خلاف برسرِ پیکار تھی۔ اس کا مقصد فلپائن میں اسلامی ریاست قائم کرنا تھا۔ 1973ء میں ان کے والدین ہجرت کر کے فلپائن سے ملائیشیا آ گئے اور سنداکن سبا (Sandakan Sabah) میں رہائش اختیار کی۔ بہرحال ان کو اللہ تعالیٰ نے قلبِ سلیم دیا تھا۔ ان کو خواب میں کئی مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلیفۃ المسیح الثانی اور خلیفۃ المسیح الثالث کی زیارت ہوئی۔ منشائے ایزدی کے ماتحت ان کو 1973ء میں جلسہ سالانہ تاکینا بالو سبا میں شمولیت کا موقع ملا اور وہاں جلسہ دیکھ کے ساری صورتِ حال ان کے ازدیادِ ایمان کا باعث بنی چنانچہ انہوں نے بیعت کر لی۔ سنداکن میں آپ جس جگہ رہتے تھے وہاں کوئی مبلغ نہیں تھا اور آپ ایک پیاسی روح تھے۔ چنانچہ اس پیاس کو بجھانے کے لیے آپ نے جماعتی لٹریچر کا خوب مطالعہ کیا۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ اپنے اس شوق کو عملی جامہ پہنایا، دوستوں رشتے داروں اور اپنے علاقے میں خوب تبلیغ کی۔ اس کے نتیجے میں بہت سے لوگ احمدیت میں شامل ہوئے، اسلام میں شامل ہوئے اور تبلیغ کے اس شوق کی وجہ سے آپ نے اپنے آپ کو وقف بھی کیا اور پھر بطور مبلغ ان کا تقرر ہوا۔ پھر اسی طرح ان کو فلپائن میں چند سال خیر الدین باروس صاحب کے ساتھ بھی کام کرنے کا موقع ملا۔ بہرحال اپنی نیک فطرت، علم کا شوق اور عاجزی اور انکساری اور اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے انہوں نے وہاں بھی بڑا کام کیا۔ اور عیسائیوں سے بھی مباحثات کرتے رہتے تھے۔ کئی لوگوں کو اسلام کی آغوش میں لے کے آئے۔ اردو بول نہیں سکتے تھے لیکن سیکھنے کا شوق تھا۔ کئی حوالے یاد تھے، نظمیں یاد تھیں۔ ہمیشہ مہمان نوازی کا بڑا شوق تھا۔ جمعے پہ آنے والوں کی خاص طور پر مہمان نوازی کیا کرتے تھے۔ disciplined آدمی تھے اور یہ چاہتے تھے ہر کوئی انسان جو ہے اس کو ڈسپلن میں رہنا چاہیے اور اس کے مطابق تربیت کرتے تھے۔ چند سال سے چلنے پھرنے کی تکلیف تھی۔ اس کے باوجود کبھی اپنی اس تکلیف کو اپنے کام میں آڑے نہیں آنے دیا۔

تیسرا جنازہ عبدالواحد صاحب معلم سلسلہ قادیان کا ہے جو 12؍ ستمبر کو چھپن سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

ان کا تعلق عیسائی گھرانے سے تھا۔ ان کے خاندان میں سب سے پہلے ان کے بڑے بھائی جو ریٹائرڈ معلم تھے ان کو بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ پھر بعد میں ساری فیملی نے بیعت کر لی۔ قبول احمدیت کے بعد مرحوم نے جامعۃ المبشرین میں تین سال کا کورس کیا۔ وہاں سے فارغ ہو کر پھر مختلف علاقوں میں تبلیغ کے لیے گئے۔ قادیان کے مختلف علاقوں میں بھی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری ان کو سونپی گئی۔ بڑے اطاعت گزار اور پوری لگن سے کام کرنے والے تھے۔ تبلیغ کا بہت اچھا ملکہ رکھتے تھے۔ ان کے ذریعہ سے قادیان کے تین عیسائی اور تین غیر احمدی خاندانوں نے جماعت میں شمولیت اختیار کی اور ان میں سے بھی دو افراد اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی ہیں یعنی کہ صرف شمولیت نہیں کی بلکہ نیکی میں بڑھنے والے ہیں۔ ان کے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں اور ان کا جو بیٹا ہے اس سال جامعہ احمدیہ سے مربی بن کے فارغ ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان سب مرحومین کے درجات بلند فرمائے۔ ان سب سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کی اولادوں کو بھی ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی جو خواہشات تھیں کہ جس طرح ان کی اولاد کی تربیت ہو اللہ تعالیٰ اس کے مطابق کرے اور ان میں سے بعض بچے جو وقف زندگی بھی ہیں، یہ خلافت کے صحیح سلطان بننے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

جیسا کہ میں نے کہا نماز جمعہ کے بعد ان شاء اللہ نماز جنازہ ادا کروں گا۔

☆...☆...☆

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

## اعتذار و تصحیح

اس اعلان کے ذریعہ قارئین کرام کو روزنامہ الفضل لندن کے شمارہ میں 13/ اکتوبر 2020ء صفحہ 04 پر شائع ہونے والی ایک غلطی کی نشاندہی اور درستی کروانی مقصود ہے۔ صفحہ نمبر 04 کے کالم نمبر 3 پر ایک روایت ''خشوع و خضوع کا التزام کرنا'' کے عنوان کے تحت بحوالہ ترمذی شائع ہوئی ہے جس سے غلط تاثر مل سکتا ہے لہٰذا اس روایت کو اس مضمون کا حصہ نہ سمجھا جائے۔ جماعت احمدیہ کا یہ مسلک نہیں ہے۔

روزنامہ الفضل کے آن لائن ایڈیشن میں اس کی تصحیح کر دی جائے گی۔ ادارہ اس سہو پر معذرت خواہ ہے۔

## اعلان نکاح

مکرم خالد احمد جاوید حال مقیم کراچی اعلان بھجواتے ہیں کہ:

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ مورخہ 31 اکتوبر 2020ء بعد نماز ظہر و عصر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خاکسار کی بیٹی عزیزہ سدرا جاوید کا نکاح عزیزم سفیر احمد طاہر ابن مکرم نذیر احمد (کرائیڈن) کے ساتھ مبلغ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر مسجد مبارک اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں پڑھایا۔ عزیزہ مکرم محمد شریف کھوکھر مرحوم سابق معلم وقف جدید کی نواسی اور مکرم محمد شریف خان مرحوم آف فیکٹری ایریا ربوہ کی پوتی ہے۔ قارئین روزنامہ الفضل لندن (آن لائن) سے دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ ہر لحاظ سے بابرکت کرے۔ آمین۔

## سانحہ ارتحال

مکرم تنویر احمد اعلان بھجواتے ہیں کہ

خاکسار کی والدہ محترمہ بشریٰ بیگم صاحبہ مورخہ 11 اپریل 2020ء بوجہ ہارٹ اٹیک میر پور خاص سندھ میں انتقال فرما گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

آپ 1948ء میں بہاولنگر میں پیدا ہوئیں۔ آپ مکرم چوہدری مظفر احمد گوندل سابق سیکرٹری دعوت الی اللہ ضلع میر پور خاص کی اہلیہ اور مکرم چوہدری شریف احمد گوندل صدر جماعت گوٹھ احمدیہ کی بیٹی تھیں۔ آپ کے دادا حضرت علی محمد گوندل صحابی حضرت مسیح موعودؑ تھے۔ آپ موصیہ تھیں اور مورخہ 2 اپریل کو بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور شریعت کی پابندی کرنے والی، خلافت اور جماعت سے والہانہ عقیدت رکھنے والی باپردہ خاتون تھیں۔ الفضل خرید کر باقاعدہ پڑھتی اور ہمیں بھی تاکید کرتی رہتیں۔ وصایا کا صفحہ بھی تفصیل سے پڑھتیں اور مرحومین کو دعائیں دیتیں۔ مصباح رسالہ بھی بڑے شوق سے پڑھتیں۔ ایم ٹی اے باقاعدگی سے دیکھتیں۔ خطبات کے علاوہ نظمیں اور ''انتخاب سخن'' بڑے شوق سے دیکھا کرتی تھیں۔ وفات سے چند لمحے قبل بھی ''انتخاب سخن'' دیکھا تھا۔

واقفین زندگی کی بہت مہمان نوازی فرماتیں۔ اسیران راہ مولیٰ سندھ کے لئے دیگر لجنہ ممبرات کے ساتھ مل کر کھانا تیار کر کے جیل میں بھجوانے کی سعادت بھی حاصل کی۔ بین الاقوامی اور ملکی سطح کی جماعتی مالی تحریکات اور لازمی چندہ جات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔

والدہ مرحومہ نے اپنی تمام عمر درجنوں طلباء وطالبات کو بلا معاوضہ اپنے گھر میں رکھ کر بنیادی اور اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے میں مدد کی۔ ان کے آرام و آسائش کا اپنی اولاد سے بڑھ کر خیال رکھا۔ گاؤں سے میر پور خاص علاج کروانے والے مریضوں اور ان کے عزیز و اقارب کو بھی اپنے گھر میں ٹھہراتی۔ ان کی خدمت اور مالی مدد کرنا ان کا دستور تھا۔ ہسپتال میں داخلے کی صورت میں ہفتوں ان مریضوں اور ساتھ رہنے والوں کا کھانا خود تیار کر کے بھجواتیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند کرے۔ اور تمام اولاد کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین

## اعلان نکاح

مکرم محمد کولمبس خاں۔مہدی آباد جرمنی سے اعلان بھجواتے ہیں کہ:

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے ازراہِ شفقت خاکسار کے بیٹے عزیزم فضل احمد خاں کا نکاح ہمراہ عزیزہ صوفیہ خاں صاحبہ بنت مکرم فیض احمد صاحب سپرا۔ مورخہ 31 اکتوبر 2020 بروز ہفتہ بعد نمازِ ظہر وعصر پڑھایا۔ عزیزی فضل احمد مکرم حیات محمد صاحب مرحوم کارکن وقفِ جدید کا پوتا اور مکرم کیپٹن محمد سعید صاحبؒ۔ کا نواسہ ہے۔ عزیزہ صوفیہ مکرم محمد یار سپرا صاحب کی پوتی اور مکرم ملک سلطان احمد صاحب معلم وقفِ جدید کی نواسی ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ دونوں خاندانوں کے لئے بابرکت فرمائے اور اسلام اور احمدیت کی ترقی کا موجب بنائے۔ آمین۔

محمد کولمبس خاں۔مہدی آباد۔ جرمنی

| 16 نومبر 2020ء | | طلوع فجر | غروب آفتاب |
| --- | --- | --- | --- |
| مکہ مکرمہ | 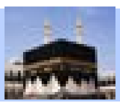 | 05:13 | 17:38 |
| مدینہ منورہ | 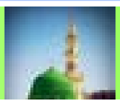 | 05:17 | 17:34 |
| قادیان | 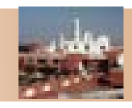 | 05:33 | 17:28 |
| ربوہ | 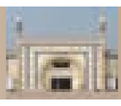 | 05:13 | 17:08 |
| اسلام آباد ٹلفورڈ | | 05:53 | 16:13 |